ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر

تقریر بابت خدا تعالیٰ

وقت 5-7 منٹ

تُو آئے تو ہم تجھ کو سر آنکھوں پہ بٹھائیں

(حضرت مصلح موعودؓ کا اللہ سے خطاب)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (المؤمن:61)

تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو۔ مَیں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

اپنے کرم سے بخش دے میرے خدا مجھے
بیمارِ عشق ہوں ترا دے تو شفا مجھے
بے کس نواز ذات ہے تیری ہی اے خدا
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا مجھے
تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

معزز سامعین! بزرگوں کا اپنے عزیزوں اور بچوں کو، بچوں اور نونہالانوں کا بزرگوں کو، شاگردوں اور طلبہ کا اُستادوں کو، اُستادوں کا طلبہ کو اور دوستوں اور رشتہ داروں کا اپنے دوستوں، عزیز و اقارب اور کزنز کو، خاوند کا بیوی اور بیوی کا خاوند کو نیز عاشق کا معشوق اور معشوق کا اپنے عاشق کو خطوط لکھنے کا سلسلہ صدیوں پُرانا ہے۔ جو اَب سوشل میڈیا کے ذریعہ میسجز میں تبدیل ہو گیا ہے ورنہ تو ہر خوشی، غمی، کامیابی اور ہر اہم واقعہ پر خط و کتابت ہوا کرتی تھی اور محکمہ ڈاکخانہ خطوط کو جلد سے جلد متعلقہ شخص تک پہنچانے کی اہم ذمہ داری کو خوب نبھاتا تھا۔ کبوتر اور بعض دوسرے پرندے بھی اس اہم ذمہ داری کو نبھانے پر مامور رہے۔ خط و کتابت کا یہ سلسلہ روحانی دنیا میں محبّ اور محبوب کے درمیان بھی اخلاص و وفا کی سرزمین میں ایک نئی تاریخ رقم کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ آج کے دورِ اُخروی میں جہاں صحابہؓ اور تعلقداروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں خطوط لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے محبّین کو خطوط لکھتے رہے اور بعض دفعہ اپنے صحابہ سے لکھوا کر متعلقہ شخص کو بھجواتے رہے جو آج مکتوباتِ احمد کے نام سے کتب میں محفوظ ہیں۔ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد پیر اور مریدوں کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بعض خطوط بھی کتابی شکل میں محفوظ کر لئے گئے ہیں۔ جبکہ خلفاء کے مبارک دستخطوں سے حواریوں، کارندوں اور احبابِ جماعت کے نام لکھے گئے خطوط احباب جماعت اپنی قیمتی اور متبرّک دستاویزات کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں۔ آج حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو روزانہ ہزاروں کی تعداد میں خطوط آتے ہیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے بھی سینکڑوں کی تعداد میں اپنے دستخطوں سے خطوط جاری ہوتے ہیں۔ پی ایس کے دستخطوں سے خطوط اِس کے علاوہ ہیں اور آج خط و کتابت کے اس مُبارک نظام کا دوسرے کے کسی ملک کے سربراہ یا کسی جماعت یا تنظیم کے امیر سے موازنہ کریں تو اتنا وسیع و عریض پھیلا ہوا نظام آپ کو ڈھونڈنے سے بھی سطحِ زمین پر نہ ملے۔ یہ وہ مبارک نظام ہے جس کے ذریعہ ایک فردِ جماعت کا خلیفۃ المسیح سے روحانی تعلق مضبوط ہوتا ہے اور خلیفۃ المسیح کی احباب جماعت سے محبت بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احبابِ جماعت کے خطوط کو اپنے دل سے تشبیہ دے رکھی ہے۔

سامعین! مَیں جس خط و کتابت کا آج تقریر میں ذکر کرنے جارہاہوں وہ اپنے اللہ تعالیٰ خالقِ حقیقی سے خطوط کے ذریعہ رابطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خط و کتابت کا آسان ترین طریق اُدْعُوْنِیٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں بیان ہوا ہے کہ مجھے پکارو، دُعا کرو مَیں اس کا جواب دوں گا۔ گو یہ خط و کتابت تحریر کے ذریعہ نہیں ہوتی لیکن ایسے لوگ جو ان پڑھ ہیں وہ بھی اِس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے خط و کتابت کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف قبولیتِ دعا کی سند کبھی، کبھی کشف اور کبھی الہام کے ذریعہ عنایت ہوتی ہے۔ یہ جواب کبھی تحریر کی صورت میں بھی ملتا ہے۔ ہمارے بزرگ جن کا اپنے اللہ سے تعلق بہت مربوط ہوتا تھا وہ اپنی آرزو، تمنا، خواہش اور دُعا کو تحریری شکل میں بھی اللہ کے حضور پیش کرتے رہے ہیں۔ ہماری جماعت میں بھی بے شمار گھروں میں "اللہ میاں کے نام خط" کے عنوان سے بزرگوں کے خطوط موجود ہیں۔ اِن سے ایک تو اپنے اللہ تعالیٰ سے محبت کا اظہار کرنا، اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس واحد ہستی پر توکل کرنا سکھلانا بھی مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ اِس کی ترسیل کے لئے کسی ڈاکخانہ کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ میاں بندے کی پاتال تک نگاہ رکھتا ہے وہ جو لکھ رہا ہے، وہ اُن جذبات کو بھی جانتا ہے جو ابھی تحریر کی شکل میں ڈھلنے والے ہیں۔

سامعین! حضرت مصلح موعودؓ کی ایک بہت ہی پیاری ناصحانہ نظم بیسیوں دفعہ پڑھی، اُس کے مضمون سے خوب حظ اُٹھاتا رہا لیکن اِس طرف خیال ہی نہیں گیا کہ حضورؓ نے یہ نظم اپنے خدا کو مخاطب ہو کر کہی گویا خدا کے نام ایک خط ہے۔ جو منظوم رنگ میں آپؓ نے پیش کیا اور الفضل لاہور پاکستان 19 جنوری 1950ء کو شائع ہوئی۔ پوری نظم یا یوں کہیں کہ اللہ کے نام منظوم تحریر یوں ہے۔

آ آ کہ تِری راہ میں ہم آنکھیں بچھائیں
آ آ کہ تُجھے سینہ سے ہم اپنے لگائیں
تُو آئے تو ہم تجھ کو سر آنکھوں پہ بٹھائیں
جاں نَذر میں دیں تجھ کو تجھے دل میں بسائیں
آپ آ کے محمدؐ کی عِمارت کو بنائیں
ہم کُفر کے آثار کو دُنیا سے مِٹائیں
ہیں مَغرِب و مَشرِق کے تو معشوق ہزاروں
بھاتی ہیں مگر آپ کی ہی مجھ کو ادائیں
رحمت کی طرف اپنی نِگہ کیجئے آقا
جانے بھی دیں کیا چیز ہے یہ میری خطائیں
میں جانتا ہوں آپ کے اندازِ تلطّف
مانوں گا نہ جب تک میری مان نہ جائیں
ہے چیز تو چھوٹی سی مگر کام کی ہے چیز
دِل کو بھی مِرے اپنی اَداؤں سے لُبھائیں
دے ہم کو یہ توفیق کہ ہم جان لڑا کر
اسلام کے سَر پر سے کریں دُور بلائیں
ربوَہ کو ترا مرکزِ توحید بنا کر
اِک نعرہ تکبیر فلک بوس لگائیں
پھر ناف میں دُنیا کی ترا گاڑ دیں نیزہ
پھر پرچم اِسلام کو عالَم میں اُڑائیں
جِس شان سے آپ آئے تھے مکّہ میں مری جاں
اِک بار اِسی شان سے ربوہ میں بھی آئیں

ربوَہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دُعا گو
کعبہ کو پہنچتی رہیں ربوَہ کی دُعائیں

سامعین! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے قادر و توانا خدا سے مخاطب ہو کر اپنے پر اللہ تعالیٰ کے کئے اُن تمام احسانات و افضال کو مدِّ نظر رکھ کر یہ اشعار کہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! آسمان سے نیچے اُتر کر میرے سامنے آ۔ مَیں تجھے اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا کہتے ہوئے اپنی آنکھیں تیری راہ میں نچھاور کروں اور اپنے سینے سے تجھے لگا کر ٹھنڈک محسوس کروں۔ تیری مبارک آمد پر ہم تجھے اپنی آنکھوں میں جگہ دیں اور اپنی جان نذر کر کے تجھے اپنے دل میں بسالیں۔ تیرے آنے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دینِ اسلام کی عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچے اور جب تُو وحدہٗ لاشریک خود زمین پر لنگر انداز ہو گا تو کفر کے آثار بھی مٹ جائیں گے۔ گو مجھے چاہنے والے، میرے سے محبت کرنے والے دنیا بھر میں ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن کی محبت میرے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے ساتھ ملاپ کی اداؤں کا الگ ہی مزہ ہے۔ تو اپنی رحمت کی نظر مجھ پر کر اور میری خطاؤں، غلطیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کر دے۔
سامعین! حضرت مصلح موعودؓ تسلسل میں اپنے خدائے واحد و یگانہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ مَیں تمہارے مخلوق کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کے انداز خوب جانتا ہوں لیکن بڑے مان کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ مَیں تو تمہارے اندازِ تلطّف کو تب مانوں جب میری تمام التجائیں، دعائیں اور درخواستیں تُو مان نہ لے اور یوں اپنی اداؤں سے میرے دل کو تسلّی ملے۔
اب آخر پر حضورؓ اللہ سے دعاؤں اور التجاؤں کا ذکر فرمانے لگے ہیں کہ ہمیں اسلام پر جو بلائیں آن پڑی ہیں اِن کو دُور کرنے کی طاقت بھی دے اور توفیق بھی دے۔ ربوہ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اِس کا واحد مقصد توحید باری تعالیٰ کا قیام ہے۔ اِس سرزمین پر ہمیں نعرہ ہائے تکبیر لگانے کی توفیق سے نواز تارہ۔ ہمارا عزم یہ ہے کہ دنیا کی ناف میں نیزہ گاڑدیں اور ناف کے ذریعہ جو طاقت ہمیں دنیوی لحاظ سے مل رہی ہے وہ دنیا کی محبت ختم ہو جائے اور اسلام کے پرچم کو ہی دنیا میں لہرائیں۔ اگلے شعر میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہو کر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ جس شان سے اے اللہ! تیری وجہ سے مکّہ میں آکر فتح کے نقارے جو بجے تھے اسی شان سے ربوہ میں بھی اپنی شان ظاہر ہو۔ بعض اِس شعر میں "آپ" کے اشارہ کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ جس شان سے 10 ہزار قدسیوں کے جلو میں آپ مکّہ میں آئے اِسی شان سے اب ربوہ میں بھی آئیں۔ ربوہ بھی مکّہ ہی کی ذیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ربوہ جس غرض سے بنایا گیا ہے اِس سے کعبہ کی بڑائی اور عظمت ظاہر ہو اور کعبہ اور اِس سے وابسطہ تمام دعاؤں کا ثمر ربوہ کو ملتا رہے۔
پس ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی اقتداء میں ہم سب کو چاہئے کہ اس خط کو اپنا خط سمجھیں اور اللہ سے راز و نیاز کی باتیں کریں۔ اللہ کو اپنا دوست سمجھیں اُس کے ساتھ خط و کتابت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ اُن کا خدا دعاؤں کو سننے والا ہے"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 148)

پھر آپ علیہ السلام دعا کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:
"یہ بھی لازم ہے کہ جیسے دنیا کی راہ میں کوشش کرتا ہے، ویسے ہی خدا کی راہ میں بھی کرے پنجابی میں ایک مثل ہے "جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا"۔ لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔ اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنی ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہو گی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنّت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 630)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے جو ہماری اس طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ مَیں تو اپنے بندوں کی بہتری اور اُن کو آفات، مصائب اور عذاب سے بچانے کیلئے ہر وقت تیار ہوں لیکن بندوں کو بھی اپنا حقِ بندگی ادا کرنا ہو گا۔ اپنے آپ کو میرے خالص بندوں کی یا خاص بندوں کی طرف منسوب کر کے تمہیں بھی اُن باتوں کے بجالانے کی کوشش کرنی ہو گی، اُس تعلیم پر عمل کرنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے لائے ہیں یا لاتے ہیں۔ تا کہ دنیا میں عباد الرحمن کی کثرت نظر آئے، تا کہ ان عباد الرحمن کی وجہ سے دنیا پیار، محبت اور امن کا گہوارہ بنے۔ تا کہ اس دنیا میں جنت کے نظارے نظر آئیں۔ پس ہمارا ایمان میں مضبوطی کا دعویٰ، زمانے کے منادی کو سننا اور قبول کرنا، مخلوقِ خدا سے ہمدردی کا اہم فریضہ جو الٰہی جماعتوں کے سپرد کیا جاتا ہے، ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں میں شامل ہوں۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں خدا تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جو اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہیں۔ اُن بندوں میں شامل ہوں جو مخلوق کی ہمدردی کی وجہ سے اُسے بُرائیوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی بچانے کی کوشش کرنے والے ہوتے ہیں...... پس جب ہمارا خدا دعاؤں کا سننے والا ہے تو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں اور یقیناً ہم مایوس نہیں اور اس یقین پر قائم ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تمام باتیں ضرور پوری ہوں گی جو جماعت کی ترقی سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بتائی ہیں۔ ان شاء اللہ۔ اور یقیناً وہ دن ان شاء اللہ آئیں گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا پر لہرائے گا اور خدا تعالیٰ کے اُن بندوں کی اکثریت ہو گی جو رُشد و ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ پھر مَیں یاددہانی کرواتا ہوں کہ اس دعا کو کبھی نہ بھولیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل رکھے جو اُس کے ہدایت یافتہ اور خالص بندے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 12 اگست 2011ء)

سجدہ کناں ہوں در پہ ترے اے مرے خدا
اٹھوں گا جب اٹھائے گی یاں سے قضا مجھے
ڈوبا ہوں بحرِ عشقِ الٰہی میں شاد میں
کیا دے گا خاک فائدہ آبِ بقا مجھے

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✿✿✿✿